احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

سوموار 19 جنوری 2015ء

روزنامہ

FR-10

1913ء سے جاری شدہ

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

سوموار 19 جنوری 2015ء 27 ربیع الاول 1436 ہجری 19 صلح 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 16

سارا مال صدقہ

حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میں اس خوشی میں اپنے سارے مال سے دستبردار ہو کر اسے اللہ اور اس کے رسول کیلئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ اپنے لئے بھی رکھ لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں خیبر کی زمین اپنے لئے رکھ لیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا صدقة الا عن ظهر غنی)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''ہمارے ایک دوست چوہدری رستم علی صاحب تھے پہلے وہ سپاہی تھے۔ پھر کانسٹیبل ہوگئے پھر سب انسپکٹر بنے پھر پراسیکیوٹنگ انسپکٹر بنے۔ اس وقت تنخواہیں بہت تھوڑی تھیں۔ آج کل تو ایک سپاہی کو مہنگائی الاؤنس وغیرہ ملا کر قریباً ساٹھ روپیہ ماہوار مل جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں سپاہی کو غالباً گیارہ روپے۔ تھانیدار کو 40 روپے اور انسپکٹر کو 75 یا سو روپے ملتے تھے اور پراسیکیوٹنگ افسر کو سو سے کچھ زیادہ ملتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ وہ اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود کو بھجوا دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں یکدم آرڈر آگیا کہ ان کو عہدہ میں ترقی دی جاتی ہے اور تنخواہ اتنی بڑھائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کی تنخواہ میں جو بڑھوتی ہوئی وہ ساری کی ساری وہ حضرت مسیح موعود کو بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کو جو خط لکھا وہ حضرت مسیح موعود نے مجھے پڑھنے کے لئے دیا۔ میں نے پڑھ کر بتایا کہ یہ خط چوہدری رستم علی صاحب کا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ میں سو روپیہ تو پہلے ہی بھیجا کرتا تھا۔ لیکن اب میری تنخواہ میں 80 روپے کی ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض حضور کی دعاؤں کے طفیل ہوئی ہے اور آپ کے لئے ہوئی ہے۔ اس لئے اب میں آپ کو 180 روپے ماہوار بھیجا کروں گا۔ میں اس بڑھوتی کا مستحق نہیں ہوں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں پہلی تنخواہ کا بھی مستحق نہیں تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی خاطر ہی دے رہا ہے۔''

(الفضل 11 جنوری 1958ء صفحہ 4)

حضرت مصلح موعود حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کا (مامور) کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔''

(روزنامہ الفضل 11 جنوری 1927ء صفحہ 3)

''ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو لدھیانہ میں کسی ضروری اشتہار چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضور کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔ حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو بلا کر فرمایا۔ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے۔ کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔ آپ نے عرض کیا انشاءاللہ کر سکے گی اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔ چنانچہ آپ فوراً کپورتھلہ روانہ ہوگئے اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کئے بغیر بیوی کا ایک زیور فروخت کر دیا اور ساٹھ روپے حاصل کر کے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو دعا دی۔ (کیونکہ حضور یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے بڑی خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔ منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''حضرت کون سی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔ منشی صاحب نے کہا حضرت! منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ اس کے بعد حضرت منشی صاحب سے حضرت منشی اروڑا صاحب اس لئے ناراض رہے کہ آپ نے مجھے کیوں اس خدمت سے محروم رکھا۔''

(رفقاء احمد جلد چہارم صفحہ 97)

حضرت منشی شادی خان صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ نے اپنے گھر کا سارا سامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ جب میاں شادی خان صاحب نے یہ سنا تو گھر میں جو چار پائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کو پیش کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 147)

سلسلہ کے اخبارات خریدیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے اخبارات خریدیں اور کوشش کریں کہ ان کا مذاق علمی ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے جو لوگ سلسلہ کے اخبارات نہیں خریدتے ان کے بچے احمدیت کی تعلیم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ اخبارات اور رسالے ضرور خریدیں بلکہ جو اَن پڑھ ہیں وہ بھی لیں اور کسی پڑھے لکھے سے روزانہ تھوڑا تھوڑا سنتے رہا کریں تاکہ ان کی علمی ترقی ہو اور سلسلہ کے حالات سے وہ باخبر رہیں۔

(انوار العلوم جلد 15 صفحہ 235)

احباب جماعت روزنامہ الفضل خرید کر اس بابرکت تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اطاعت امام کی برکات سے مستفیض ہوں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆............☆............☆

ایک ہاتھ پر جمع ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

''یہ زمانہ...... بھی جمع کا زمانہ ہے۔ اتنی دُور دُور کے ممالک ایک جگہ مختلف رنگ میں جمع ہو جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیرت میں مبتلا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس بات کا ہمیں مزید یقین دلانے کے لئے...... ایسی نئی ایجادات فرما دی ہیں جن کے نتیجہ میں یہاں بیٹھے ہم دُور دُور کے احمدیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اکٹھے ایک جگہ جمع ہو چکے ہیں...... اب یہ سلسلہ پھیلتا چلا جائے گا اور ظاہری طور پر بھی صرف جماعت احمدیہ ہے اور صرف جماعت احمدیہ ہے جس کو خدا نے یہ توفیق بخشی ہے کہ اس طرح ایک زمانے کے مختلف لوگوں کو بھی ایک ہاتھ پر جمع کر دے۔''

(ذوق عبادت اور آداب دعا ص 445,444)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

☆............☆............☆

خطبہ نکاح مورخہ 2 مارچ 2013ء

بیان فرمودہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2 مارچ 2013ء بروز ہفتہ بیت فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح ہمارے نئے فارغ التحصیل مربی سلسلہ کا ہے جو جامعہ احمدیہ یوکے سے پہلے Batch میں فارغ ہوئے ہیں۔ جو ایک واقفہ نو سے ہو رہا ہے اور دوسرے نکاح میں وقف نو کوئی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: شادی اور نکاح میں اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کی طرف زور دیا ہے، ان میں سے ایک قول سدید ہے۔ یعنی سچائی اور ایسی سچائی جس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ کسی قسم کا ایسا تاثر پیدا نہ ہوتا ہو جس کے ایک سے زیادہ مطلب نکلتے ہوں۔ صاف اور سیدھی اور کھری بات ہونی چاہئے۔ اسی لئے شادی سے پہلے، نکاح سے پہلے، رشتہ دینے سے پہلے، احسن طریقہ یہی ہے کہ استخارہ بھی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی بھی چاہی جائے۔ دوسروں کو بھی دعا کے لئے کہا جائے تا کہ اللہ کے نزدیک اگر یہ رشتہ بہتر ہے تو ہو جائے اور جب ایسے رشتے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی سے کئے جاتے ہیں تو یقیناً ان میں برکت بھی پڑتی ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زندگی میں بے شمار اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اس لئے ہمیشہ ہر معاملہ میں، لڑکے لڑکی کو، میاں بیوی کو تمام زندگی میں سچائی پر قائم رہنا چاہئے اور ایک دوسرے سے سچی اور صاف اور سیدھی بات کرنی چاہئے جس سے اعتماد بھی بحال رہے گا، زندگی بھی آسان گزرے گی اور آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر قائم رہنے والی ہوں گی۔ سچائی پر قائم رہنے والی ہوں گی۔

ایک احمدی جس نے اس زمانہ میں ایک سچائی کو مانا۔ عام (-)، پیدائشی (-) ہیں۔ (-) کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں۔ بعض بعد میں بھی (دین) میں داخل ہوتے ہیں لیکن اس زمانہ کی سچائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی۔ جو اللہ تعالیٰ نے بتائی وہ یہ تھی کہ (دین) کی اگلی ترقی اور نشاۃ ثانیہ، اس کا آگے بڑھنا، دنیا پر غالب آنا مسیح (موعود) کے ذریعہ سے ہوگا، مسیح موعود کے ذریعہ سے ہوگا، مہدی موعود کے ذریعہ سے ہوگا اور اس سچائی کو ایک احمدی نے مانا۔ چاہے وہ پیدائشی احمدی ہے یا بیعت کر کے داخل ہوا ہے۔ اور جب اس سچائی کو مان لیا تو اس لئے مانا کہ اب اس کا ہر قول وفعل سچائی پر قائم رہے گا ورنہ تو کوئی فائدہ نہیں۔ جیسے دوسرے (-) ویسے ہم۔ بہت ساری چیزوں میں آپ دیکھیں، نماز وہی ہے، قرآن وہی ہے، باقی باتیں وہی ہیں لیکن عمل میں سچائی اب تک احمدیوں میں زیادہ نظر آتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ غیر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ پس اس سچائی کو قائم رکھنے کے لئے چھوٹے سے چھوٹے Level پر، بنیادی سطح پر ہر انسان کو کوشش کرنی چاہئے اور وہ بنیادی سطح انسان کا اپنا گھر ہے۔ پس یہاں سے اس سچائی کو ہمیشہ قائم رکھیں تا کہ اگلی نسلیں بھی سچ بولنے والی ہوں، سچائی پر قائم رہنے والی ہوں اور (دین) کی خاطر سچائی سے، دلی شوق سے اس سچائی کو قائم رکھنے کیلئے قربانیاں کرنے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ دونوں رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں، ہر لحاظ سے سچائی پر قائم رہنے والے ہوں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے والے ہوں اور کبھی ان میں ایسے مسائل پیدا نہ ہوں جو دراڑیں ڈالنے والے ہوں۔ اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح ہوں۔

ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا نکاح عزیزہ ذکیہ ملاحت ورک واقفہ نو کا جو محترم اختشام الحق ورک صاحب کی بیٹی ہیں یاسر عتیق احمد فوزی صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ ہے۔ یہ نکاح پچاس ہزار نارو تجین کرونز حق مہر پر طے پایا ہے۔ مکرم فضل احمد صاحب بچی کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ خلت احمد بنت مکرم مبارک احمد صاحب آف مچم یوکے کا عزیزم توصیف الدین مہیب محمد ابن مکرم محمد ظہیر الدین صاحب کے ساتھ دس ہزار پاونڈ حق مہر پہ طے پایا ہے۔

حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا۔ دوسرے اعلان نکاح کے ایجاب وقبول کے دوران دلہے کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا کہ شکل سے تو آپ بڑے نرم لگتے ہیں، نام بڑا مہیب رکھا ہوا ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ مربی سلسلہ)

☆............☆......

غزل

سچ اس کی خطا ہے یہ بتا کیوں نہیں دیتے
منصور کو سُولی پہ چڑھا کیوں نہیں دیتے

شاید کسی گم گشتہ کو مل جائے ٹھکانہ
اک دیپ اندھیرے میں جلا کیوں نہیں دیتے

پلکوں پہ لرزتے ہیں جدائی کے ستارے
موتی یہ محبت کے لُٹا کیوں نہیں دیتے

ہونٹوں پہ جو تالے ہیں تو ہیں سوچ پہ پہرے
اس حال میں اک حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

نفرت کی گھٹا نے کئے تاریک شب و روز
اس شب کو محبت کی ضیا کیوں نہیں دیتے

اک چاند تڑپتا ہے جدائی میں اکیلا
اُس چاند کو تاروں سے ملا کیوں نہیں دیتے

کچھ شک نہیں یہ کام ہے قبضے میں تمہارے
بچھڑے ہوئے لوگوں کو ملا کیوں نہیں دیتے

انور ندیمؔ علوی

ضرورت انسپکٹران مال وقف جدید

۞ نظامت مال وقف جدید میں انسپکٹران مال کی آسامیوں کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ایسے احباب جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں جن کی کم از کم تعلیم ایف اے اور حاصل کردہ نمبر کم از کم 45 % ہوں درخواست دے سکتے ہیں نیز امیدواران کا خوشخط ہونا ضروری ہے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مکرم امیر صاحب/مکرم صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ معہ اپنے شناختی کارڈ اور تعلیمی اسناد کی نقول کے ساتھ مورخہ 31 جنوری 2015ء تک نظامت مال وقف جدید کو بھجوا دیں۔

(ناظم مال وقف جدید)

منظور شدہ کالونیاں

۞ درج ذیل کالونیاں مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ سے منظور شدہ ہیں۔ دارالانوار کالونی ملحقہ دارالعلوم جنوبی، مسرور ٹاؤن، پیس ویلیج، گارڈن ایونیو نمبر 1 (ملحقہ رحمٰن کالونی)

جن احباب نے مندرجہ بالا کالونیوں میں پلاٹ اپنے نام منتقل کروائے ہیں۔ ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ اپنی ملکیتی رجسٹری وانتقال کی نقل بمعہ اپنے موجودہ مکمل پتہ وفون نمبر دفتر مضافاتی کمیٹی میں پہنچا دیں۔ تا کہ دفتری ریکارڈ میں اندراج کیا جاسکے۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

کرنسی کی اہمیت اور ڈالر کے عالمی معیشت پر اثرات

پاکستان کی خوشحالی کے لئے معاشی اور اقتصادی لحاظ سے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے

مکرم قریشی عبدالحلیم سحر صاحب

بارٹر سسٹم

پہلے پہل انسان کی ضروریات محدود تھیں۔ ابتداء میں انسان کا مسکن غاریں تھیں۔ جنگلی جانوروں کا شکار کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا۔ ان جانوروں کی کھالوں اور درختوں کے پتوں سے اپنے بدن کو ڈھانپتا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ انسان نے شعوری طور پر ترقی کی اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگیں۔ تو وہ جنگلوں اور غاروں سے نکل کر اکٹھا رہنا شروع ہوا۔ اس طرح اس کی ضروریات بھی بڑھ گئیں۔ اب اسے باقاعدہ ایک معاشرہ کی صورت میں زندگی بسر کرنے کا شعور حاصل ہو چکا تھا۔ تب اس نے رہنے اور آرام کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرہ نما گھر بنانے شروع کر دیئے۔ یہ لکڑی، جنگلی گھاس اور جھاڑیوں وغیرہ سے بنائے گئے۔ کھانے پینے کی اشیاء کی تلاش شروع کی۔ ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے آپس میں تعاون شروع کر دیا۔ شروع میں نہ کوئی کرنسی تھی اور نہ کوئی دھات جس کو زرمبادلہ کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ بلکہ انسان نے اشیاء کے بدلے اشیاء کا تبادلہ شروع کر دیا۔ مثلاً جو شخص گندم پیدا کرتا تھا۔ وہ اس کے عوض اپنی ضروریات کی اشیاء مثلاً کپڑا لے لیتا یا چاول حاصل کر لیتا۔ اس قسم کے لین دین کو۔ اس قسم کے تبادلہ اشیاء کو معاشیات میں بارٹر سسٹم (Barter System) کا نام دیا جاتا ہے۔

لمبا عرصہ یہ سسٹم انسانی زندگی میں متعارف رہا۔ لیکن اس میں مشکلات پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ اگر ایک شخص کے پاس گندم ہے اور دوسرے کے پاس کپڑا تو ضروری نہیں تھا کہ کپڑے والے کو صرف گندم کی ہی ضرورت ہو اگر اس کو ضرورت نہ ہوتی تو وہ انکار کر دیتا۔ دوسرا اشیاء کے تبادلہ کا کوئی معیار مقرر نہ تھا۔ یعنی کتنی شے لینی ہے اور کتنی بدلہ میں دینی ہے ناپ تول کا کوئی باقاعدہ نظام مقرر نہ تھا۔ جب یہ مشکلات سامنے آگئیں۔ تو انسان نے سوچنا شروع کیا کہ کوئی ایسی شے ہونی چاہئے۔ جس پر سب لوگ اعتبار کر لیں۔ قیمتی بھی ہو اور پائیدار بھی ہو۔ ابتداء میں موتی، پتھر، کھالیں اور جانور وغیرہ کو بطور زر استعمال کیا گیا۔ لیکن مسئلہ حل نہ ہوا۔ ایک دور میں ورجینیا (Verginia) کا تمباکو بطور زر استعمال کیا گیا۔ لیکن اس پر بھی اعتبار قائم نہ ہوا۔ آخر دھات کو بطور زر منتخب کیا گیا۔ سونے اور چاندی کے ٹکڑوں کو کاٹ کر اس کام کے لئے استعمال کیا گیا۔ یہ لوگوں کو دوسری اشیاء کی نسبت زیادہ قابل قبول تھے۔ اسی دور میں سکے ڈھالنے کا کام شروع ہوا اور یہ سکوں کا نظام تجارتی اور صنعتی شعبوں میں استعمال ہونا شروع ہوا۔ دھاتی سکوں پر ان کی مالیت اور حکومت کا نام کندہ کیا جانے لگا۔ اس میں یہ مشکل تھی کہ ایک تو دھاتی سکوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں دقت ہونے لگی۔ دوسرے کھرے اور کھوٹے کی پہچان میں مشکل پیدا ہوئی۔ بہرحال ان مشکلات اور دقتوں کے باوجود یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔

کاغذی زرمبادلہ

دھاتی سکوں کے استعمال کی مشکلات نے انسان کو کاغذی زر کے دور میں داخل کر دیا۔ جو عام مقبولیت حاصل کر گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سکوں کا استعمال بھی جاری رہا اور کاغذی نوٹ کا استعمال عام ہو گیا۔ اس دور میں کاغذی نوٹ کسی بھی ملک کا مرکزی بنک جاری کرتا ہے۔ کرنسی نوٹ کی چھوٹی اور بڑی اکائیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً پاکستان میں آج کل 10 روپے مالیت کا اس کے بعد 20 روپے، 50 روپے، 100 روپے، 500 روپے، 1000 روپے اور 5000 روپے کا نوٹ بطور کرنسی جاری ہے اور سکوں میں ایک روپیہ، دو روپے اور پانچ روپے مالیت جاری ہیں۔

جدید طریقے

اب زیادہ تر لین دین زر اعتبار کی صورت میں ہو رہا ہے۔ زر اعتبار سے مراد کتابی حساب، ہنڈیاں، چیک، بنک ڈرافٹ ٹریولرز چیک وغیرہ شامل ہیں۔ تیز رفتار ترقی نے زر کی ترسیل کو جدید طریقوں میں ڈھال دیا ہے۔ ان میں MT یعنی میل ٹرانسفر، TT ٹیلیگرافک ٹرانسفر اسی طرح Online Banking، (ATM) اے ٹی ایم کارڈ (ATM سے مراد Automatic Teller Machine) امریکہ میں Teller بنک کیشئر کو کہتے ہیں۔ اسی طرح کریڈٹ کارڈ شامل ہیں۔

اب تو موبائل کے دور میں انٹرنیٹ کی سہولت کے ساتھ بینکنگ شروع ہو چکی ہے۔ جسے E-Banking کہا جاتا ہے۔

کسی بھی معیشت پر اس کی کرنسی کی مضبوطی اور مقبولیت اثر انداز ہوتی ہے۔ اس میں اتار چڑھاؤ اس کی رسد اور طلب، لین دین میں کس حد تک قابل اعتبار ہے۔ یہ سب کچھ کرنسی کی اہمیت کو بڑھا دیتا ہے۔

ڈالر کی تاریخ

اب ہم ڈالر کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کا سفر کیسے شروع ہوا۔ یہ 1442ء کی بات ہے دنیا کے مشہور سیاح کرسٹوفر کولمبس نے اتفاقاً امریکہ دریافت کیا۔ کیونکہ یہ وہ دور تھا جب قومیں نئے سے نئے تجارتی راستے تلاش کرنے میں مصروف تھیں۔ اس دور میں دنیا کے اہم ترین تجارتی راستوں پر عرب لوگ براجمان تھے۔ یورپی لوگ بھی گرم مسالے وغیرہ کی تجارت کے لئے سمندر کے ذریعہ ہندوستان تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اسی کوشش کے دوران کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ اس نئی سرزمین کی دریافت کے ساتھ ہی برطانوی، ہسپانوی، فرانسیسی اور دوسری یورپی اقوام ان علاقوں پر اپنا قبضہ کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لینے لگ گئیں۔ شمالی امریکہ برطانیہ کی برتری تسلیم کر لی گئی اور پھر یورپی باشندے افریقہ سے سیاہ فام لوگوں کو قید کر کے امریکہ لانے لگ گئے تقریباً 13 ریاستیں ایسی تھیں۔ جہاں انگریز طاقتور ہو گئے اور یہاں اپنی حکومت قائم کی ہوئی تھی۔ لیکن یہ سب تاج برطانیہ کے تحت تھے۔ برطانیہ کی مدد سے ایسٹ انڈیا کمپنی نے چائے کی تجارت پر اپنی اجارہ داری قائم کر لی۔ لیکن ان ریاستوں نے اس کے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔ چنانچہ بوسٹن ٹی پارٹی کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں درآمد کی ہوئی تمام چائے سمندر میں پھینک دی گئی اور 4 جولائی 1776ء کو امریکہ کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ امریکہ کی آبادی تقریباً 32 کروڑ ہے اور اس کی 50 ریاستیں ہیں۔ امریکہ کا ایک بڑا خطہ فرانس کی ملکیت تھا۔ جسے 1803ء میں نپولین بوناپارٹ نے امریکہ کو فروخت کر دیا۔

اس وقت امریکہ کی 13 ریاستیں ایسی تھیں۔ جہاں صنعتی ترقی زوروں پر تھی۔ اس دور میں غلامی کے نظام سے نجات ملنی شروع ہوئی۔ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں جہاں جاگیردارانہ نظام اپنے قدم مضبوطی سے جمائے ہوئے تھا۔ 1861ء میں انہوں نے وفاق سے علیحدگی کا اعلان کر دیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی اور یہ 1865ء تک جاری رہی۔

امریکی ڈالر کی یہ تاریخ تقریباً 228 سال پرانی ہے۔ 8۔ اگست 1786ء کو امریکن کانگرس نے آئینی طور پر حکومت کو کرنسی کے طور پر ڈالر جاری کرنے کا اختیار دیا۔ اس سے پہلے نوآبادیاتی نظام میں آٹھ سکوں پر ایک ہسپانوی ڈالر کی روایت تھی۔ جس وقت امریکہ وجود میں آیا اور آزاد ہو گیا تھا۔ اس وقت دنیا کے بہت بڑے حصے پر برطانوی پونڈ کی اجارہ داری تھی۔

ڈالر کے اجراء کے بعد 14 مارچ 1900ء تک امریکہ تجارتی اور صنعتی اعتبار سے ایک بڑی طاقت بن چکا تھا۔ اسی سال یعنی 1900ء میں گولڈ ایکٹ کے تحت امریکی ڈالر کی قدر ایک گرام سونے کے برابر ہو گئی۔ یہ وہ دور تھا جب نوآبادیاتی نظام اپنے 450 سال پورے کر چکا تھا اور اب زوال کا شکار تھا۔

1914ء میں پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سونے کے ساتھ ڈالر کے منسلک ہونے کا معیار یعنی ''گولڈ سٹینڈرڈ'' کو معطل کر دیا گیا۔ جس سے پاؤنڈ کی قدر میں اضافہ ہو گیا۔ جو پہلے 4.80 تھی اب 6.75 ہو گئی۔ 31 جولائی 1914ء کو نیویارک سٹاک ایکسچینج بند کر دیا گیا اور اسی سال 14 دسمبر 1914ء کو دوبارہ کھول دیا گیا اور امریکی ڈالر کا سفر شروع ہو گیا۔

امریکہ یہ بات تسلیم کر چکا تھا کہ روایتی نوآبادیاتی نظام کو فوجی قوت کے لحاظ سے کنٹرول کرنا مشکل ہو گا۔ اس لئے سرمایہ دار طبقے نے مل کر ایک نئے اقتصادی نوآبادیاتی نظام کے خدوخال بنانے شروع کئے۔ 1918ء میں جنگ عظیم اول ختم ہوتے ہی برطانوی پونڈ عالمی کرنسی اور برطانیہ عالمی طاقت کے اعزاز سے محروم ہونا شروع ہو گیا اور یہ سب اختیارات امریکہ منتقل ہونے لگے۔ 1913ء میں جنگ عظیم سے ایک سال قبل امریکہ میں فیڈرل ریزرو بنایا گیا۔ جس کے پاس امریکی ڈالر چھاپنے اور جاری کرنے کا اختیار ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کرنسی وہاں کی حکومت جاری کرتی ہے۔ لیکن دنیا کی سب سے بڑی مقبول کرنسی یعنی امریکی ڈالر حکومت جاری نہیں کرتی بلکہ ایک پرائیویٹ ادارہ فیڈرل ریزرو جاری کرتا ہے۔ جو ڈالر چھاپ کر امریکی حکومت کو قرض دیتا ہے اور اس پر سود بھی وصول کرتا ہے اور یہ ادارہ یہودیوں کی ملکیت ہے۔ اس طرح یہ اپنی دولت کی بنا پر امریکی حکومت پر حکومت کرتا ہے۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی بنانے میں اس ادارہ کی اجارہ داری ہے۔ امریکہ پہلی جنگ عظیم کے شروع میں بالکل غیر جانبدار رہا۔ مگر آخر میں امریکہ اتحادیوں میں شامل ہو کر جنگ میں کودنا پڑا۔ اس جنگ میں سب سے زیادہ فائدہ بھی امریکہ کو ہوا۔ 1915ء تا 1917ء امریکہ میں سونے کی درآمد اور برآمد پر پابندی نہیں تھی۔ اس طرح جو ممالک جنگ میں مصروف تھے۔ ان کے ہاں سے سونا زرمبادلہ کے طور پر اور دوسرے طریقوں سے امریکہ میں آنا شروع ہو گیا۔ ساتھ ہی امریکہ جنگ کے آخر میں اس میں کود پڑا۔ اس دوران امریکی صدر ولسن نے

امریکہ سے سونے کی برآمد پر پابندی لگادی۔ کیونکہ امریکہ نے اکثر ممالک سے سونے کی کافی مقدار حاصل کرلی تھی اور ایک بڑا ذخیرہ امریکہ کے پاس جمع ہوگیا۔ ساتھ ہی ڈالر سے منسلک ’’گولڈ سٹینڈرڈ‘‘ معطل کردیا گیا۔

1918ء میں جنگ عظیم اول ختم ہوگئی۔ چار سالوں کے دوران دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔ سیاسی، تجارتی، اقتصادی اور جغرافیائی لحاظ سے بہت بڑی تبدیلی آگئی۔

یہ 1917ء کی بات ہے جب روس میں اشتراکی انقلاب برپا ہوا اور روس کے طاقتور خاندان زار کی بادشاہت ختم ہوگئی۔ یہ خدا کے پیارے بندے اور مسیح موعود کی عین پیشگوئی کے مطابق واقعہ ہوا۔ جو روحانی دنیا کا ایک عظیم الشان نشان ہے جو رہتی دنیا تک انسانوں کے ایمان کو تازہ کرتا رہے گا۔

اس انقلاب کے بعد دنیا میں اشتراکی نظریہ سیاست اور معیشت متعارف ہوا۔ یہ وہی دور تھا جب سلطنت برطانیہ کی حکمرانی دنیا پر کمزور ہونی شروع ہوئی اور ایک نئی سپر پاور امریکہ نے قدم جمانے شروع کردیئے۔ دنیا کی سیاست، معیشت، تہذیب اور جغرافیہ میں امریکہ نے دخل اندازی شروع کردی۔ برطانوی پونڈ محدود ہونا شروع ہوگیا اور ڈالر نے اپنی طاقت دکھانی شروع کردی اور دنیا پر ایک نئے انداز سے حکمرانی کے لئے تیار ہوگیا۔

پہلی جنگ عظیم میں گو کہ اتحادی جیت گئے۔ لیکن معاشی لحاظ سے یہ ممالک دیوالیہ ہوگئے۔ معیشت بری طرح متاثر ہوئی اس کے بعد امریکہ کو اس جنگ میں کودنے کا یہ فائدہ ہوا کہ دنیا پر ڈالر کے ذریعہ معیشتوں پر اپنی گرفت مضبوط کرلی۔

دنیا کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ معیشتیں تباہ، خزانے خالی، اسلحہ کے ذخائر ختم، خوراک کی کمی جیسی صورت حال پیدا ہوگئی۔ دوسری طرف امریکہ اس وقت کمانڈنگ پوزیشن میں آگیا۔ اکثر ممالک نے اسلحہ اور دیگر ساز وسامان خریدنے کے لئے امریکہ سے رجوع کیا۔ اس طرح یورپ اور ایشیا سے سونے کے ذخائر امریکہ منتقل ہونا شروع ہوگئے۔

جنگ عظیم کی وجہ سے جو اقتصادی تباہی ہوئی۔ اس سے نپٹنے کے لئے اور پھر سے دنیا کی اقتصادیات اور معاشیات کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے لئے ایک طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ جس کو ’’بریٹن وڈز سسٹم‘‘ کا نام دیا گیا۔ اس کا پہلا اجلاس یکم جولائی 1944ء کو واشنگٹن امریکہ میں ہوا۔ جس میں جنگ عظیم دوم میں جرمنی اور جاپان کے خلاف لڑنے والے 44 ممالک کے 730 وفود نے شرکت کی۔ اس غیر معمولی اجلاس میں عالمی اقتصادی سرگرمیوں خاص طور پر زرمبادلہ اور انٹرنیشنل اکنامکس سسٹم کی نگرانی کے لئے ’’انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ‘‘ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جو آگے چل کر ’’ورلڈ بنک‘‘ کی بنیاد بنا۔ جیسے ہی دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی تو دنیا کے اکثر ممالک مثلاً روس، مشرقی یورپ، افریقہ اور ایشیا کو امریکی ڈالر کی بہت ضرورت تھی۔ یورپی اور ایشیائی ممالک یہ چاہتے تھے کہ ان کی پاس امریکی ڈالرز ہوں۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ اپنی تباہ شدہ معیشت کو امریکی ڈالرز کے بغیر سنبھالا نہیں دیا جاسکتا۔ جب ہیری ٹرومین امریکہ کے صدر بنے تو ان کے دور حکومت میں اقوام متحدہ کی تشکیل کے ساتھ ساتھ یورپی اور جاپانی معیشت کو سہارا ملا۔

1948ء نے کانگریس نے ’’یورپین ریکوری پروگرام‘‘ منظور کیا جو بعد میں ’’مارشل پلان‘‘ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس پلان کے تحت امریکہ نے یورپی ممالک کو قرضے دینے شروع کئے۔ اسی طرح جاپان کی بری طرح تباہ شدہ معیشت کو بحال کرنے کے لئے کانگریس نے ایک اور منصوبہ ’’جوزف ٹو پلان‘‘ بنایا اور جاپان کی اقتصادیات کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ملکوں کی آزدی کا دور شروع ہوا۔ پاکستان اور بھارت 1947ء کو آزاد ریاست کے طور پر دنیا کے نقشہ پر وجود میں آئے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکہ نے جاپان اور یورپی ممالک کی طرح پسماندہ ممالک کی کوئی مددنہ کی۔ 1945ء میں جنگ عظیم دوم ختم ہوگئی۔ تو بڑے ممالک کے درمیان سرد جنگ شروع ہوگئی اور 1990ء میں جیسے ہی دیوار برلن گری تو سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ دوسری طرف کوریا، ویت نام اور عرب اسرائیل جنگ کی وجہ سے امریکی ڈالر بحرانوں کا شکار ہوگیا۔

9 ستمبر 2001ء وہ دن تھا۔ جب نیویارک کے ’’ورلڈ ٹریڈ سنٹر‘‘ پر خوفناک حملے کی وجہ سے امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا آغاز کردیا۔ گو کہ سرد جنگ بھی اپنی نوعیت کی عالمی جنگ ہی تھی۔ لیکن جب سوویت یونین ٹوٹا اور اس کے کئی حصے ہوگئے تو روسی کرنسی روبل جو کہ 1990ء سے قبل امریکی ڈالر کے مساوی قدر رکھتا تھا کی قدر غیر معمولی طور پر کم ہوگئی کہ 450 روبل کا ایک امریکی ڈالر ہوگیا۔ لیکن آج رشین فیڈریشن کی معیشت پھر سے مضبوط ہورہی ہے۔

امریکہ نیٹو کے ساتھ افغانستان پر حملہ آور ہوا اور 2014ء میں امریکہ اپنی فوجیں افغانستان سے نکال چکا ہے اور ساتھ ہی ڈالر کی عالمی حکمرانی کو 100 سال پورے ہوچکے ہیں۔

جس طرح امریکہ نے اتحادیوں کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔ اس کا بظاہر امریکہ کو فائدہ ہوتا نظر آرہا ہے۔ لیکن مستقبل قریب میں امریکہ کی معیشت پر اس کے منفی اثرات پڑنے کے امکانات زیادہ ہیں۔

امریکہ نے جو جنگ عراق اور افغانستان میں چھیڑی۔ اس کا جو اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ وہ پانچ کھرب ڈالر ہے۔ اگر امریکہ کی اسی طرح دنیا کے نقشہ کو بدلنے اور اپنی حکمرانی اور من مانی ہر ریاست میں قائم کرنے کی روش رہی تو جلد امریکہ معاشی اور اقتصادی طور پر ٹوٹ جائے گا۔ ڈالر اپنی افادیت کھو بیٹھے گا۔ کیونکہ معاشیات کے مطابق افادہ مختتم مثبت اور انتہائی بلندی کے بعد منفی ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ امریکہ میں بینکنگ سسٹم بہت ڈسٹرب ہوگیا ہے۔ بلکہ 200 کے قریب بنک دیوالیہ ہوکر بند ہوچکے ہیں۔

اگر مسلمان ممالک اور یورپی ممالک اپنی معاشی اور اقتصادی ترقی کی طرف توجہ کریں۔ اپنے وسائل کا بہترین استعمال کریں اور غیر ملکی اجارہ داری سے نکلیں تو بہت جلد یہ ڈالر کی حکمرانی کو توڑ سکتے ہیں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اس کے لئے ملک کے اندر سیاسی استحکام بہت ضروری ہے اور دوسرا ایک قوم بن کر ابھرنا ہوگا۔ فرقہ واریت اور عدم برداشت جیسی لعنت سے نجات ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وسائل کے لحاظ سے اور ذہنی ٹیلنٹ کے لحاظ سے غیر معمولی فضل فرمایا ہوا ہے۔ اسے استعمال کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بہترین حکمرانوں کا چناؤ ضروری ہے۔

روپیہ اور ڈالر

پاکستانی روپے کے لحاظ سے ڈالر کی قدر کا آخر پر جائزہ لیتے ہیں۔ پاکستانی روپے کی قدر 1947ء تا 1955ء تک 3.30 روپے فی ڈالر تھی۔ 1955ء تا 1972ء تک 4.77 روپے فی ڈالر اور 1973ء تا 1981ء یہ 9.91 رہی۔ صرف ایک سال کے بعد یعنی 1982ء میں امریکی ڈالر 21.15 روپے کا ہوگیا اور 1990ء میں اور بڑھ کر 24.12 روپے ہوگیا۔ جب 1998ء میں پاکستان نے ایٹمی دھماکے کئے تو ڈالر 44.59 روپے تھا اور اس کے فوراً بعد 51.70 روپے کا ہوگیا۔ ستمبر 2001ء میں ڈالر 63.40 روپے کا تھا۔ یہ 03-2002ء میں ڈالر 57.74 روپے کا ہوگیا۔ 2008ء تک ڈالر کی قیمت 67.25 روپے ہوگئی۔ اس کے بعد 2008ء اور 2009ء میں ڈالر 85.25 روپے میں ملنے لگا۔ 2013ء دسمبر میں ڈالر تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ یعنی 108.53 روپے اب ڈالر کی قیمت نیچے آئی ہے۔ جنوری 2014ء میں 104 روپے رہی اور اب (31 دسمبر 2014ء) یہ 100.80 روپے کا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روپیہ کی قدر میں کیسے اضافہ ہو۔ اس کے لئے سب سے پہلے ملک میں سیاسی استحکام ضروری ہے۔ مخلص اور محبّ وطن اور خدا ترس حکمرانوں کی ضرورت ہے۔ دوسرا معاشی اور اقتصادی لحاظ سے بہترین منصوبہ بندی کی جائے۔ تجارت کے حجم میں اضافہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کوالٹی کو مدنظر رکھا جائے۔ پاکستان کی سرزمین سونا اگلنے والی ہے اس پر بہترین اور اعلیٰ کوالٹی کی فصلیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس کے لئے سائنسی بنیادوں پر جدید ترین تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس وقت صرف فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں محدود پیمانے پر مختلف فصلوں اور اجناس پر تحقیق ہورہی ہے۔

اس قسم کے ادارے پورے ملک میں پھیلانے ہوں گے اور زرعی ماہرین کو ملک کے اندر اچھی مالی سہولتیں دی جائیں اور ٹیلنٹ کو صحیح سمت میں استعمال کیا جائے۔ یہ بات انتہائی خطرناک ہے کہ پاکستان کے بہترین دماغ باہر ملکوں کی طرف جارہے ہیں اور پاکستان کا دشمن یہی چاہتا ہے کہ اس پیارے ملک کو صلاحیتوں کے لحاظ سے کھنڈر بنادیا جائے۔

جہاں تک توانائی کے پیدا کرنے کا سوال ہے۔ وہ بھی ہوسکتا ہے۔ اگر نیک نیتی کے ساتھ کام کیا جائے۔ تعصب سے ذہن پاک کرکے ملک میں ڈیم بنائے جائیں۔ لاکھوں کیوسک پانی کو اگر کنٹرول کرلیا جائے۔ ایک تو یہ بجلی پیدا کرنے میں کام آئے گا۔ دوسرا زمینوں کی آبیاری میں استعمال ہوگا۔

کوئلہ کے ذخائر سے پاکستان مالامال ہے۔ ان کو استعمال کرکے سستی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کی طرف اگر کوئی کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تو سیاسی مصلحتیں آڑے آجاتی ہیں۔

بلوچستان معدنیات سے بھرا پڑا ہے۔ اگر ان پر کام کیا جائے تو پاکستان بہت سا زرمبادلہ کما سکتا ہے اور ملک کے اندر بھی ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے اگر ملک کے ایماندار اور محبّ وطن اور لائق ماہرین اقتصادیات سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور اگلے پانچ سے دس سال کی طویل منصوبہ بندی کریں اور یہ ہر شعبہ سے ہو۔ اس میں سیاست، اقتصادیات، معاشیات، تعلیم، اخلاقیات، رواداری، عدم برداشت، مذہبی تعلیم، معاشرتی، زرعی تعلیم اور طبی تعلیم کے ساتھ دوسرے ہنر جو نوجوانوں کو سکھائے جاسکتے ہیں۔ ان سب کے بارے میں منصوبہ بندی ہو۔ تو ہم اس مختصر عرصہ میں ہر لحاظ سے ترقی کرسکتے ہیں اور ڈالر کو اپنے قابو میں کرسکتے ہیں۔ اگر سینکڑوں سال پہلے مسلمانوں نے دنیا کے تمام علوم میں ترقی کی اور بعض علوم کی بنیاد رکھی۔ تو آج بھی ہم دوبارہ یہ کھویا ہوا مقام حاصل کرسکتے ہیں۔

اس وقت دنیا پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے پاس دنیا کے بہترین دماغ موجود ہیں۔ ہمارے نوجوان انمول صلاحیتوں سے مالامال ہیں۔ اگر یہ لوگ صحیح سمت کو چل پڑے تو ان کو ترقی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اتحاد اور رہنما کی سخت ضرورت ہے۔ قوم کے بڑوں کو بیٹھ کر سنجیدگی سے سوچنا ہوگا کہ ہماری قوم اور ملک مسلسل زوال پذیر کیوں ہے اور ہر شعبہ میں ناکامی کیوں ہے؟

قوی امید ہے کہ اسی قوم سے نوجوان اور دانشور آگے آئیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے راستے پر چل کر اس قوم کو بلندیوں تک لے جائیں گے۔ باطل قوتیں انشاء اللہ ناکام و نامراد ہوں گی اور حق کا بول بالا ہوگا اور انسان کی انسان سے محبت کا درس ہوگا اور انسانیت زندہ ہوگی۔

☆..........☆..........☆

گھر تعمیر کرنے کے لئے بعض مفید اور کارآمد مشورے

ہوا، سورج کی روشنی، بجلی، پانی، گیس اور نکاسی آب کا خیال رکھنا ضروری ہے

آرکیٹیکٹ بشیرالدین کمال صاحب

گھر وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنی زندگی کا زیادہ وقت گزارتا ہے۔ اور جو موسمی اثرات یعنی گرمی، سردی، بارش، آندھی وغیرہ سے محفوظ ہو۔ آرام دہ گھر بہتر گھریلو ماحول، بہتر صحت کے ضامن اور تسکین قلب کے ضامن ہوتے ہیں۔ اگر گھر آرام دہ نہ ہو تو انسان گھر بنانے کے بعد یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے لاکھوں روپے کی رقم بے فائدہ خرچ کر لی ہے۔ اور بعض تو آرام دہ گھر نہ ہونے کی وجہ سے اسے بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے گھر کی منصوبہ بندی میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

پلاٹ کا انتخاب

پلاٹ کا انتخاب کرتے وقت ہوا کا رخ، سورج کا رخ اور بجلی، پانی، گیس و نکاسی آب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ سکول کالج ہسپتال اور بازار کا قریب ہونا آرام کا باعث ہوتا ہے پلاٹ ہموار ہو تو بہتر ہوتا ہے۔ پلاٹ تک آنے جانے کا راستہ 18 فٹ سے کم موزوں نہیں، نشیبی، دلدل، یا گہری بھرائی والی جگہ مناسب نہیں۔ زیادہ شور و غل و گرد و غبار والی جگہ سے بچنا چاہئے۔

موسم کے اثرات

سورج کی گرمی، روشنی اور ہوا قدرت کے وہ بیش بہا عطیات ہیں جن کے مناسب استعمال سے نہایت صحت بخش اور آرام دہ گھر بنایا جا سکتا ہے۔ سورج قدرتی روشنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس کی شعاعیں جراثیم کو ہلاک کرتی ہیں اور نمی کو دور کرتی ہیں گھر کے کمروں میں اگر ہوا کا گزر نہ ہو تو یہ گرمی اور گھٹن کا سبب ہوتا ہے اور گھر سے نمی اور بدبو کے اخراج میں مشکل ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کی آب و ہوا زیادہ تر خشک یا گرم و نم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مکان کے مختلف کمروں، دروازوں اور کھڑکیوں کو سورج کی گردش اور ہوا کے رخ کو مدنظر رکھ کر اس طرح بنایا جائے کہ گرمیوں میں گرمی سے بچا جا سکے اور سردیوں میں گرمی حاصل ہو سکے۔ اس لئے گرمی سے بچنے کے لئے چھجے اور برآمدے بنائے جاتے ہیں۔ جو کہ بارش سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ عمارت کے اطراف اور لان میں درخت سورج اور ہوا کے لحاظ سے لگانے سے بھی گرمی میں کافی کمی ہو سکتی ہے۔

ایک آرکیٹیکٹ (ماہر تعمیرات) کو حتی الوسع آپ کی ضروریات پسند و ناپسند شمالی رخ اور مکانوں کی کیفیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بجلی، گیس، پانی و نکاسی آب کی لائنوں کی معلومات بھی ضروری ہوتی ہیں۔

عوامل کے اثرات

دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف مکانات مندرجہ ذیل مخصوص عوامل کو مدنظر رکھ کر بنائے جاتے ہیں۔

1۔موسم، 2۔تہذیب و تمدن

3۔مذہب 4۔تعمیراتی سامان کی فراہمی

ان سب کے علاوہ ذاتی پسند، عادات، خاندان کے افراد کی تعداد، قطعہ زمین کا سائز، رخ، لیول، اور اقتصادی حالات ہر مکان کے خاکہ پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

شہر کے بلدیاتی ادارے شہری سہولتوں کے پیش نظر مختلف تعمیراتی قوانین وضع کرتے ہیں۔ جن کی پابندی ضروری ہے۔ ان حالات میں ہر جگہ کی انفرادی حیثیت ہوتی ہے۔ جو مکان کے ڈیزائن پر اثر انداز ہوتی ہے اور جملہ کوائف کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ایک بہتر نقشہ وجود میں آ سکتا ہے۔ اور ایک اچھے ماہر تعمیرات کی خوبی ہے کہ وہ آپ کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ایک خوبصورت آرام دہ اور سستے مکان کا ڈیزائن تیار کرے۔

اچھے ڈیزائن کی خصوصیات

☆۔نقشہ یعنی گھر کا ڈیزائن ہوا، روشنی اور دھوپ کو مدنظر رکھ کر تیار کیا جائے۔

☆۔ کمروں کی ترتیب ایک دوسرے کی مناسبت اور استعمال کے مطابق ہو۔

☆۔زیادہ استعمال والے کمرے زیادہ ہوادار اور قدرتی طور پر روشن ہوں۔

4۔ باورچی خانہ ایسی جگہ پر ہو جہاں صبح کے وقت دھوپ کا گزر ضرور ہو۔ تاکہ جراثیم اور بو کو ختم کر سکے اور دن کے بقایا حصہ میں گرمی نہ ہو۔

☆۔راستے (Passage) سیدھے مختصر اور روشن ہوں تاکہ مکان کے ہر حصہ میں آسانی سے پہنچا جا سکے۔

☆۔جن دیواروں پر سورج کا براہ راست اثر ہو۔ وہاں چھجے وغیرہ مناسب گہرائی کے بنائے جائیں۔ ایسے حصوں میں کم استعمال والے کمرے بنائے جا سکتے ہیں۔ جیسے سٹور، باتھ روم وغیرہ

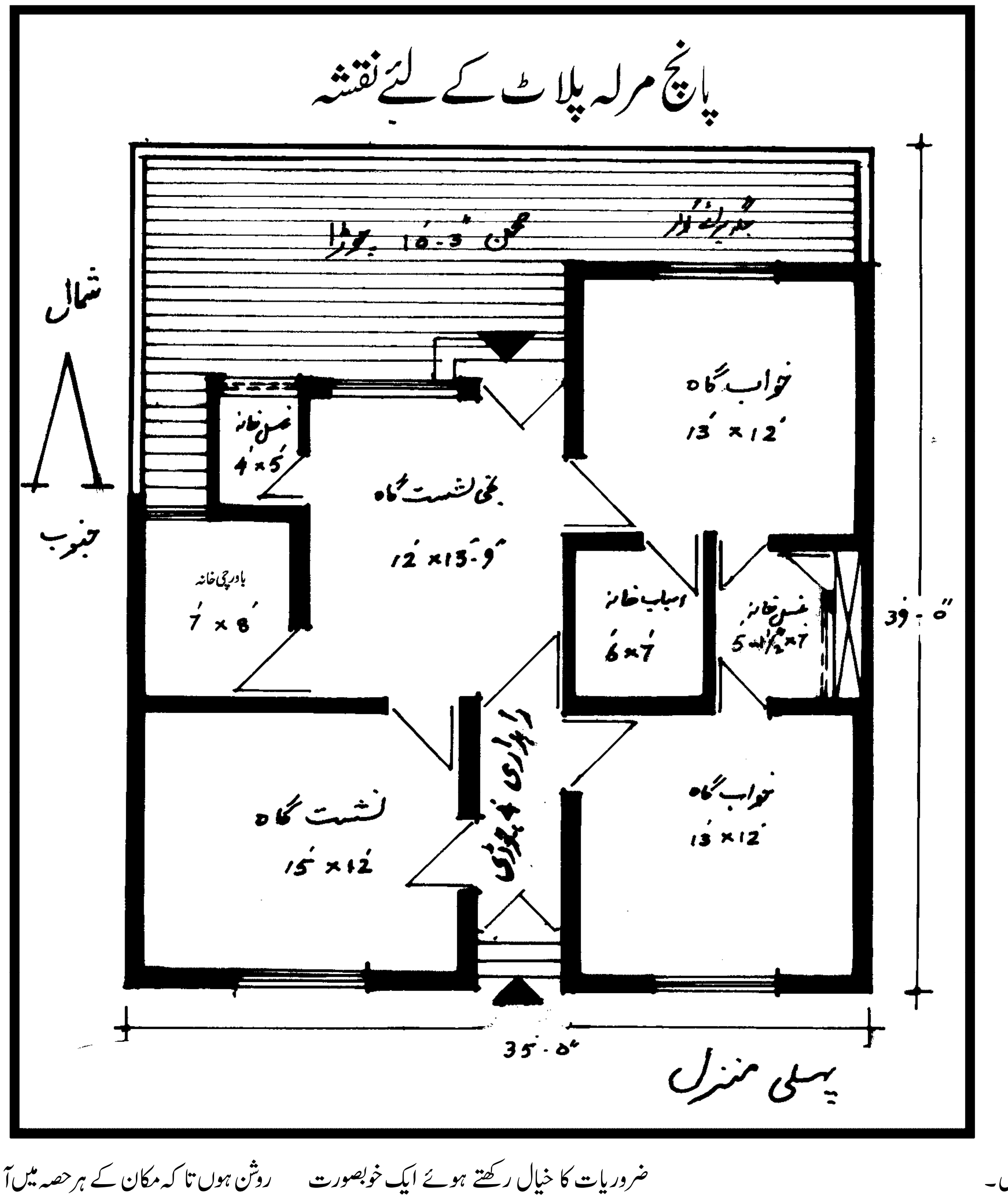

نقشہ کے مطابق تعمیر شدہ عمارت

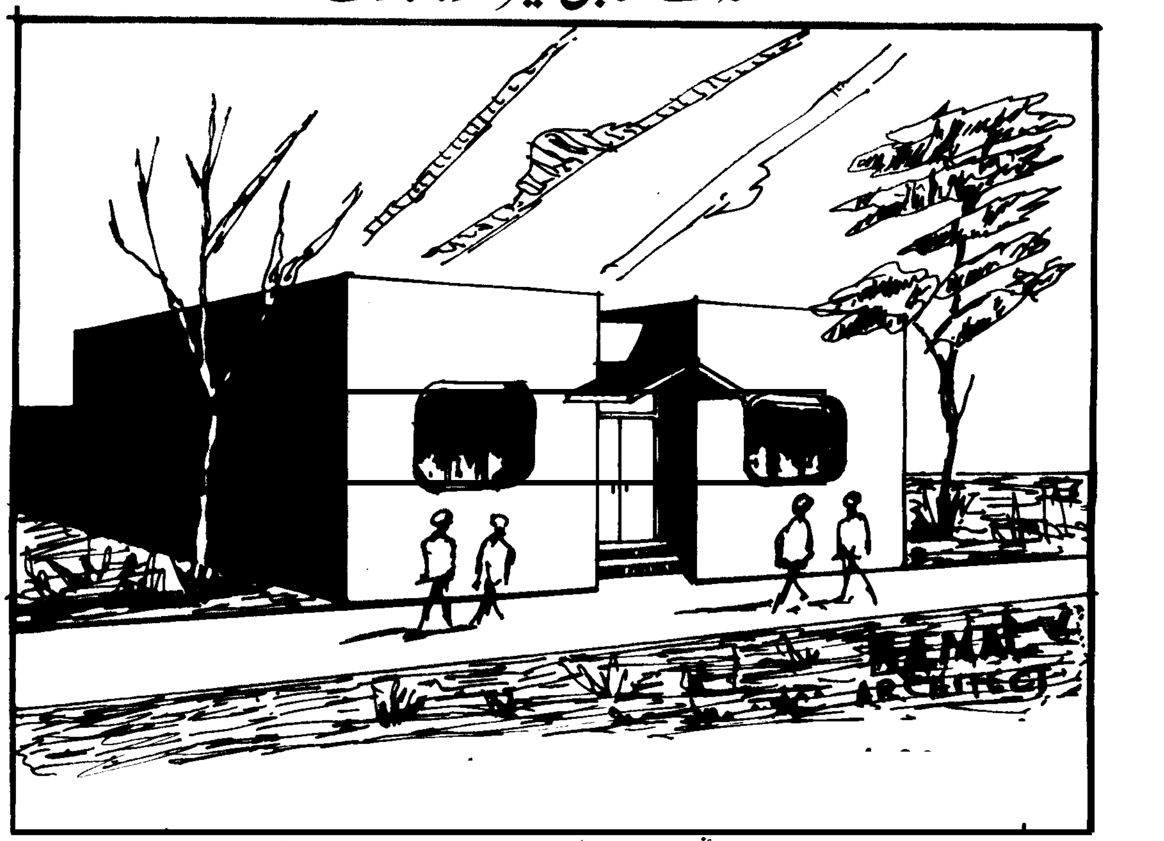

☆۔ بہتر ہے کہ شمالی جانب برآمدہ نہ دیا جائے کیونکہ یہ روشنی روکنے کا سبب ہوتا ہے۔

☆۔ باہر کے تمام دروازوں اور کھڑکیوں پر بارش اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے چھجے مہیا کئے جائیں۔

☆۔ انفرادی ضرورت، جگہ اور رقم کے لحاظ سے بہت سی چیزیں نظر انداز کی جاسکتی ہیں۔ یا پھر ان میں سے کچھ کو آپس میں ملایا جا سکتا ہے مثلاً نشست گاہ اور طعام گاہ کو ملایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح طعام گاہ اور نجی نشست گاہ (Living Room) کو بھی ملایا جا سکتا ہے۔ دوخواب گاہوں کے لئے ایک غسل خانہ رکھا جا سکتا ہے۔ سٹور کی جگہ دو چھتی وغیرہ دی جاسکتی ہے۔

کام کے مراحل

جب نقشہ منظور ہو جائے تو مالی استعداد کے مطابق ایسا مرحلہ وار پروگرام بنائیں کہ کام میں رکاوٹ نہ ہو۔ اگر ایک مرتبہ کام رک جائے تو دوبارہ مزید مستری جمع کر کے کام شروع کرنے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ اگر زیادہ عرصہ تک کام بند ہو جائے تو وقت کے ساتھ مہنگائی میں اضافہ کے علاوہ چوکیدار کے زائد اخراجات اور سامان کا زیاں بھی تعمیرات کے اخراجات میں اضافہ کا باعث ہو سکتے ہیں۔

نگرانی

کام شروع کرنے سے پہلے یہ فیصلہ کرنا بہت ضروری ہے کہ آپ مکان ٹھیکیدار سے بنوائیں گے یا خود اپنی نگرانی میں۔ اگر کام ذاتی نگرانی میں کرانا ہو تو کسی تجربہ کار نگران کا انتخاب کریجئے جو آپ کو فنی مشورے دے سکے۔ کام شروع کرنے کے بعد حتی الوسع تبدیلیوں سے گریز کریں۔ اس ضمن میں اپنے آرکیٹیکٹ سے مشورہ ضرور کریں۔ ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ بلکہ ویسے بھی اپنے آرکیٹیکٹ سے وقتاً فوقتاً ضرور رابطہ رکھیں۔ خواہ عمارت ٹھیکہ پر ہی تعمیر کروائی جارہی ہو۔

اگر اچھا ٹھیکیدار مل جائے تو آپ کافی حد تک پریشانی سے بچ سکتے ہیں۔ ٹھیکہ مکمل فی مربع فٹ، آئیٹم ریٹ یا صرف لیبر ریٹ پر بھی ہوسکتا ہے۔ ٹھیکے کی دستاویزات میں جہاں تک ہو سکے ہر کام کی تفصیل نوعیت، رقم کی ادائیگی کا طریقہ کار اور مدت واضح ہو اس کے علاوہ کام میں تبدیلی کی صورت میں ادائیگی کا طریقہ طے کرنا ضروری ہے۔ مناسب یہ ہے کہ دیگر شرائط کے علاوہ ٹھیکہ میں مصالحت کنندہ کا بھی ذکر ہو۔ تا کہ اختلاف کی صورت میں رجوع کیا جاسکے۔ اس طرح کافی پیچیدگیاں دور ہو جائیں گی۔ آئیٹم ریٹ پر ٹھیکوں میں نسبتاً کم پیچیدگیاں ہوتی ہیں۔ اس میں مالک اگر کسی وجہ سے کام درمیان میں ختم کرنا چاہے تو پیمائش کر کے آسانی سے حساب کیا جاسکتا ہے۔

لیبر ریٹ پر ٹھیکہ بہت سادہ ہوتا ہے اور بہت عام ہے۔ اس میں درمیان میں کام ختم کرنے کی صورت میں کام کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

مکان بناتے وقت لوگ مختلف ذہنی الجھنوں کا شکار ہوتے ہیں اور اکثر ناواقفیت یا غلط مشوروں کی وجہ سے نقصان اٹھاتے ہیں لہٰذا غلط مشوروں پر کان نہ دھریں اور اپنے آرکیٹیکٹ کے مشورہ پر عمل کرنے سے ہی ذہنی الجھن سے بچ سکتے ہیں۔

تعمیر کے دوران سیمنٹ کے کام کی ترائی کا ضرور خیال رکھیں۔ یاد رکھیں بہتر ڈیزائن بہتر گھر، 5 مرلہ پلاٹ کے نقشہ کا ایک خاکہ دیا گیا ہے جس میں ہوا اور روشنی کا پورا خیال رکھا گیا ہے جب کہ کمروں کے سائز بھی مناسب ہیں۔

مشہور شہر

ڈھاکہ (DHAKA) بنگلہ دیش کا دارالحکومت

زمانہ قدیم سے ہی دنیا بھر میں یہ مسجدوں اور ململ کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ مغل گورنر اسلام خان کے عہد میں اس کی ریکارڈ تاریخ کا آغاز ہوا۔ اس کی آبادی 70 لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ 1608ء سے 1704ء تک مشرقی بنگال کی حکومت کا نیز برطانوی صوبہ مشرقی بنگال اور آسام کا بھی صدر مقام رہا (1905-1912ء) شاید بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہوگا کہ 1851ء اور 1861ء میں لندن میں منعقدہ عالمی نمائشوں میں ڈھاکہ کی ململ کو پہلا انعام ملا۔ ڈھاکہ سے دس میل کی دوری پر نرائن گنج میں دنیا میں پٹ سن کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ 1971ء سے پہلے یہ مشرقی پاکستان کا دارالحکومت تھا اور بنگلہ دیش کے قیام سے یہ اس ملک کا دارالحکومت ہے اگرچہ یہ ایک قدیم شہر ہے تاہم زمانے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اسے جدید ترین شہر میں تبدیل کر دیا گیا۔ اب یہاں بلند و بالا عمارات اور لمبی چوڑی شاہراہیں نظر آتی ہیں۔ مغل گورنر اسلام خان نے 1603ء میں اپنا ہیڈکوارٹر راج محل سے یہاں منتقل کیا تھا۔ اسے ماضی کی بہت سی یادگاروں نے ایک مسحور کن اور قابل دید شہر بنا دیا ہے۔ یہاں مغلیہ دور کے فنون لطیفہ اور تعمیرات کے اعلیٰ ترین نمونے دیکھے جاسکتے ہیں جو 1575ء سے 1707ء کے دور تک محیط ہیں۔ ڈھاکہ صوبے کا صدر مقام بننے سے پہلے ایک چھوٹا سا شہر تھا لیکن آج ڈھاکہ صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا ہے۔ تیج گاؤں اور نوٹنگی میں بڑے بڑے صنعتی یونٹ کام کر رہے ہیں۔ ان میں بلیڈ، بسکٹ، صابن جوتے، پٹ سن کی مصنوعات، کپڑا اور اس کی مصنوعات، سگریٹ بنانے کی صنعتیں شامل ہیں۔

تعلیمی ترقی

تعلیمی اعتبار سے بھی یہ شہر روز افزوں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ یہاں تین یونیورسٹیاں ہیں جن میں سے ایک کا قیام 1921ء میں جبکہ دوسری کا 1961ء میں قیام عمل میں آیا تیسری انجینئرنگ یونیورسٹی ہے۔

قابل دید مقامات

یہاں کم و بیش ایک ہزار مساجد ہیں اسی بناء پر اسے دنیا بھر میں مسجدوں کے شہر کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ 1967ء میں شاہ باغ ایونیو میں تعمیر ہونے والی مسجد بیت المکرّم شہر کی دوسری مساجد کی نسبت بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ یہ مسجد مراکشی طرز تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس کا رقبہ 6400 مربع فٹ اور اونچائی 70 فٹ ہے۔ مسجد کے مرکزی حصے پر کوئی گنبد نہیں ہے۔ اس کا نقشہ پولینڈ کے ماہر تعمیرات مسٹر ایم کوریز نے بنایا تھا اور اس پر 5 لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔

بیگم بازار روڈ پر کر طالب (KAR TALAB) مسجد ہے اسے نواب مرشد قلی خان نے 1709ء میں بنوایا تھا لال باغ مسجد شہزادہ محمد اعظم نے بنوائی تھی۔ چوک مسجد کی تعمیر 1676ء میں نواب شائستہ خاں کے ہاتھوں مکمل کی گئی۔ دلکشا باغ میں پرانا پلٹن کے مقام پر پٹھانوں کے دور کی ایک مسجد واقع ہے۔

ست گنبد مسجد دریا کے کنارے سے اور شہر کے شمال میں 3.2 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اسے 1680ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔

حسینی دالان

ناظم الدین روڈ پر واقع اس ہال میں حضرت امام حسینؓ کی یاد میں ہر سال محرم کے دنوں میں تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔

عجائب گھر

ڈھاکہ کے عجائب گھر میں بہت سی دلچسپ اشیاء، مجسمے، مصوری کے نادر نمونے، قرآن حکیم کے نسخے، عربی مخطوطات اور مسودات محفوظ کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں پرانے سکے، دھات کی مصنوعات کتابیں، ہاتھی دانت کی مصنوعات، ڈھاکہ کی ململ

باقی صفحہ 7 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم آصف احمد صاحب دارالنصر وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنے فضل سے مورخہ 15 دسمبر 2014ء کو پہلے بیٹے سبحان تاشف واقف نو کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کو وقف نو کی تحریک میں شامل فرمایا اور بچی کا نام ارمیش عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم نصیر احمد طاہر صاحب دارالنصر وسطی کی پوتی اور مکرم محمد لقمان صاحب سیکرٹری امور عامہ حافظ آباد شہر کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صالحہ، خادمہ دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب نائب ناظر مال آمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم اشفاق احمد عرف ویری جی ولد مکرم چوہدری نصراللہ خاں صاحب مرحوم ساکن گھٹیالیاں خورد ضلع سیالکوٹ مورخہ 8 جنوری 2015ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اپنے مولائے حقیقی کے پاس 52 سال کی عمر میں چلے گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عشاء مکرم اعجاز احمد صاحب امیر ضلع سیالکوٹ نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ مرحوم اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔ خلافت احمدیہ اور سلسلہ سے محبت کا وصف نمایاں تھا۔ آپ کو قائد مجلس گھٹیالیاں خورد و سیکرٹری وقف نو کی حیثیت سے خدمت کی بھی توفیق ملی۔ بوقت وفات مرحوم زعیم مجلس انصاراللہ گھٹیالیاں خورد، ممبر اصلاحی کمیٹی، ممبر تعمیر بیت الذکر کی حیثیت سے خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم نے اپنی مجلس کا چندہ 2015ء کے شروع ہونے سے قبل ہی مرکز میں جمع کروادیا۔ مرحوم بہت مہمان نواز اور غرباء کے ہمدرد تھے۔ آپ چونکہ شعبہ کے لحاظ سے سکول ٹیچر تھے کبھی کسی غریب طالب علم کو غربت کی وجہ سے سکول چھوڑنے نہیں دیا جو سائل بھی آپ کے پاس آتا کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ نسیم اشفاق صاحبہ، والدہ مکرمہ رشیدہ بی بی صاحبہ، دو بھائی، ایک بہن، تین بیٹے عزیزم وسیم احمد عمر 18 سال، عزیزم نعیم احمد عمر 16 سال متعلم جامعہ احمدیہ، عزیزم عمر اشفاق عمر 15 سال، 2 بیٹیاں عزیزہ ثانیہ اشفاق عمر 13 سال اور عزیزہ حانیہ اشفاق عمر 8 سال یادگار چھوڑی ہیں۔ عزیزم وسیم احمد عزیزم نعیم احمد اور عزیزہ ثانیہ اشفاق وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عطاء الودود حامد صاحب کارکن نظارت علیاء تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم وسیم احمد صاحب ابن مطیع اللہ صاحب محلّہ دارالیمن وسطی سلام 25 دسمبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ ان کی عمر 48 سال تھی مورخہ 26 دسمبر بعد از نماز مغرب ان کی نماز جنازہ مکرم نعیم احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ تدفین پر دعا محترم صدر محلّہ دارالیمن وسطی سلام نے کروائی۔ مرحوم انتہائی سادہ مزاج تھے۔ انہوں نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے عزیزم عاطف وسیم عمر 16 سال، عزیزم آصف وسیم عمر 14 سال، تکریم احمد عمر 8 سال، عزیزہ عافیہ وسیم عمر 17 سال اور عزیزہ نادیہ وسیم عمر 12 سال سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کی وفات پر احباب و خواتین کثرت سے گھر تشریف لا کر سب اہل خانہ سے دلجوئی کرتے رہے۔ خاکسار ان سب کا اپنے اور اہل خانہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ نیز دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ہمیشہ اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے اور ہمیں یہ صدمہ صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پتہ درکار ہے

محترمہ آمنہ احمد چوہدری صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری عدنان احمد صاحب وصیت نمبر 90426 نے مورخہ 27 دسمبر 2008ء مکان نمبر 42/2-A شیٹ 23 ماڈل کالونی کراچی سے وصیت کی تھی۔ بعدازاں موصیہ کی شادی ہوگئی اور درج ذیل ایڈریس پر شفٹ ہوگئیں۔ 382 سیکٹر D سٹریٹ 8 عسکری 10 لاہور۔ مورخہ 2 جولائی 2010ء سے موصیہ کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصیہ خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ یا فون نمبر کا علم ہو تو دفتر ہٰذا کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دعائے نعم البدل

مکرمہ عطیۃ الحمید صاحبہ زوجہ محترم وقاص احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ لاہور حال نصرت آباد ربوہ لکھتی ہیں۔

ہماری بیٹی عزیزہ نورالایمان واقفہ نو 5 ماہ شدید علالت کے بعد مورخہ 14 جنوری 2015ء کو فضل عمر ہسپتال کے I.C.U وارڈ میں بعمر پونے تین سال وفات پاگئی۔ بہت ذہین ہوشیار اور چلبلی بچی 14 اگست 2014ء کو کھیلتے ہوئے گری اور بیہوش ہوگئی ہسپتال لے جایا گیا۔ جب مختلف ٹیسٹ کروائے گئے تو معلوم ہوا کہ اسے گردوں کا ولم ٹیومر ہے چلڈرنز ہسپتال لاہور میں اس کا علاج شروع ہوا۔ 14 کیموتھراپی کورس لگے پھر ایک گردہ نکال دیا گیا۔ مورخہ 9 جنوری کو حالت بگڑنے پر فضل عمر ہسپتال کے I.C.U وارڈ میں داخل کروایا گیا۔ جب حضور انور کا خطبہ لگا سارا خطبہ سن کر کہتی ہے ابا حضور چندہ کے وعدہ کا بھی کہہ رہے ہیں میرا بھی ابو کو کہہ کر لکھوادیں پھر اس کی طبیعت روز بروز بگڑتی چلی گئی مورخہ 13 جنوری کو وینٹی لیٹر پر اسے کر دیا گیا اور 14 جنوری کو یہ دوپہر اڑھائی بجے اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئی۔ بڑے صبر سے اس موذی مرض کا 5 ماہ اس نے مقابلہ کیا۔ اس کی بیماری کے دوران اللہ نے مجھے ایک اور بیٹی سے نوازا۔ مورخہ 15 جنوری 2015ء کو بعد نماز ظہر بیت مہدی گولبازار میں محترم صاحبزادہ مرزا عمر احمد صاحب نائب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد محترم احسان اللہ چیمہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے دعا کروائی۔ بچی محترم چوہدری خادم حسین صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد نصرت آباد کی پہلی پوتی اور محترم چوہدری عبدالحمید کشمیری صاحب دارالنصر غربی منعم ربوہ کی پہلی نواسی تھی۔ احباب سے بچی کے بلند درجات عطا ہونے اور میرے میاں اور خاندان کو اس صدمہ کو برداشت کرنے، صبر جمیل اور نعم البدل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضروری اعلان برائے
بھرتی ایجوکیٹرز

ایسے خواتین و احباب جنہوں نے حال ہی میں پنجاب گورنمنٹ کے تحت پرائمری، ایلیمنٹری، سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری ایجوکیٹرز کی آسامیوں کے لیے NTS کے ٹیسٹ میں کم از کم 45% نمبر حاصل کیے ہیں اور ان کو رزلٹ کارڈ مل گیا ہے اور اب بطور ایجوکیٹر اپلائی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مزید کسی اطلاع کا انتظار کیے بغیر اپنے ضلع کے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ای ڈی او) ایجوکیشن کے دفاتر سے درخواست فارم حاصل کریں۔ یہ درخواست فارم اس ویب سائٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کیے جاسکتے ہیں۔

www.schools.punjab.gov.pk

درخواست فارم کے ہمراہ مبلغ 100 روپے کا اصل چالان فارم ہر آسامی کے لیے الگ سے شامل کرنا ہوگا۔ امیدوار کی عمر 20 سے 30 سال تک ہونی چاہیے۔ 5 سال کی رعایت ہر امیدوار کو اور مزید 3 سال کی عمومی رعایت خواتین امیدواران کو دی جائے گی۔ اکثر و بیشتر اضلاع میں درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 26 جنوری 2015 ہے۔ تاہم مزید معلومات اپنے ضلع کے ایجوکیشن دفاتر سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

نوٹ: ضلع چنیوٹ کی جانب سے شائع شدہ اشتہار کی تفصیل جاننے کیلئے مورخہ 13 دسمبر 2014ء کا اخبار روزنامہ نوائے وقت ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت ربوہ)

بقیہ از صفحہ 6: ڈھاکہ

کے نمونے، ہتھیار اور بہت سی دیگر اشیاء محفوظ کی گئی ہیں۔

بلدہ باغ (BALDA GARDEN)

یہ عیسائیوں کے قبرستان کے نزدیک ٹیپو سلطان روڈ پر واقع ہے۔ یہاں بہت سے ممالک سے لائے گئے پودے لگائے گئے ہیں۔ رنگا رنگ پھول اس کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کردیتے ہیں۔

رمنا پارک اور جھیل

رمنا پارک اور جھیل بھی شہر کی خوبصورتی میں بے پناہ اضافہ کرتے ہیں۔ یہاں کشتی رانی کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

مواصلات کا نظام

ڈھاکہ بذریعہ ہوائی سروس دنیا بھر کے ممالک سے منسلک ہے۔ بیمان انٹرنیشنل ایئر لائن ملکی ہوائی کمپنی ہے۔ ڈھاکہ کا ریلوے سٹیشن انتہائی خوبصورت اور جدید طرز تعمیر کا آئینہ دار ہے۔ یہ 24 کروڑ کی لاگت سے بنگلہ دیش کے قیام سے قبل تعمیر کیا گیا تھا اور اس کا افتتاح اس وقت کے گورنر عبدالمنعم خاں نے کیا تھا۔

یہاں میڈیکل کالج، ہسپتال، آرٹس اور سائنس کالج وغیرہ بھی ہیں۔ توپخانہ روڈ پر ہائی کورٹ کی جدید ترین عمارت ایستادہ ہے۔ ریڈیو سٹیشن، ٹیلی ویژن سٹیشن، بنگال اکیڈمی، کرزن ہال اور لال باغ قلعہ کی عمارات بھی دیکھنے کے لائق ہیں۔

سیاحوں کی رہائش کے لیے انتہائی اچھے ہوٹل بھی ہیں جن میں ہوٹل البلال، ہوٹل کسینو، ہوٹل کیسرینا، ہوٹل ڈی پیلس، ہوٹل ایرم، ہوٹل شالیمار، ہوٹل رگینا اور کانٹی نینٹل ہوٹل بھی شامل ہیں۔

(مرسلہ: مکرم امان اللہ امجد صاحب)

معلوماتی خبریں

ملکی اخبارات میں سے

زیورسازی میں استعمال ہونے والے اوزار اور ضروری اشیاء

دراز (ہر کاریگر کے پاس ایک دراز ہوتی ہے جس میں وہ اوزار اور زیورات رکھتا ہے) ٹاٹ (کار خانے میں بچھی ہوئی چٹائی) زنبور، نیائی ہتھوڑی (لوہے کی بنی چار پانچ انچ لمبی اور اتنی ہی چوڑی چیز جس پر تار اور پترے کو ہتھوڑی سے چوڑا کیا جاتا ہے) سلائیاں (موٹی سوئیاں، جو زیورات کے کونڈے بنانے کے کام آتی ہے) چمٹیاں (سٹیل کی بنی چھوٹی بڑی چمٹیاں۔ چھوٹی چمٹی سے ٹانکے کی باریک کترنوں کو اٹھا کر جوڑوں پر رکھا جاتا ہے، جب کہ جھلائی کرتے وقت گرم زیور کو بڑی چمٹی سے الٹنے پلٹنے کا کام لیا جاتا ہے) پکڑ چمٹی (انگوٹھی بنانے کے کام آتی ہے) پیپر (ساڑھے نو انچ لمبا اور اتنا ہی چوڑا پیپر جس پر زیورات رکھ کر جھلائی کی جاتی ہے) ڈرل مشین، سکیل، مڈی (لکڑی کی مڈی، جس کے اوپر چھوٹے بڑے گول گڑھے بنے ہوتے ہیں۔ اس میں زیور رکھ کر ہلکی ہلکی چوٹ لگا کر ابھار پیدا کیا جاتا ہے)، پاسے ٹھوکنے (پاسے چوکور لوہے کے بنے ہوتے ہیں، جس کے چاروں طرف چھوٹے بڑے گول خانے ہوتے ہیں۔ ان میں جھمکیوں کی گولائی بنائی جاتی ہے۔ ٹھوکنے تین انچ لمبے لوہے کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ جن کا اوپری حصہ گول ہوتا ہے، جو چوٹ لگانے کے کام آتا ہے) ہلکی سنسی، روئی (مخصوص قسم کی روئی جس پر زیور رکھ کر جھلائی کی جاتی ہے) گندھک کا تیزاب (پانی ملے اس تیزاب میں زیورات کا میل کچیل نکالا جاتا ہے) پترے کی بنی ٹرے میں تار کو کھینچ کر پتلا کیا جاتا ہے۔ کھینچتے وقت گرتی ہوئی چونس (سونے کا برادہ) ٹرے میں جمع ہوتی رہتی ہے گیج (تار پترے کی چوڑائی اور موٹائی ناپنے کیلئے) سادہ بائے (لوہے کا چار انچ لمبا ٹکڑا جو اوپر سے چوڑا ہوتا ہے، اس پر مختلف لکیریں کندہ ہوتی ہیں۔ تار اس پر رکھ کر چوٹ مارنے سے تار چوڑا ہو جاتا ہے) سہاگا (ٹانکے کی کترنوں کو سہاگے اور پانی کے ساتھ ملا کر لگانے سے ٹانکا جلدی چلتا ہے) ریتی (زیورات کی ناہموار سطح اور بارڈر کو ہموار کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے) گن (ویلڈنگ کرنے کی گن جس کی مدد سے زیورات بنائے جاتے ہیں) نوزل (گن کے آگے لگتا ہے۔ اس کا کام آگ کی لو کو باریک اور بڑا کرتا ہے) گیس کا سلنڈر، نقشہ (زیور کا ڈیزائن) موم (زیور کے مختلف حصوں کو جمایا جاتا ہے) پلاسٹر آف پیرس (سفید پاؤڈر) سیل (لمبا گول اوزار، جس کے نیچے کی چوڑائی اوپر کی چوڑائی سے زیادہ ہوتی ہے۔ سونے کے تار اور انگوٹھیوں کی گولائی بنائی جاتی ہے) رنگ سیل (انگوٹھی کا سائز دیکھنے کے کام آتی ہے) چوڑی سیل (چوڑیوں اور بڑے سائز کے چھلے گول کئے جاتے ہیں)، پیچ کی چوڑیاں بنانے کیلئے چھوٹا سا تختی نما اوزار) وزن کرنے کا کانٹا، تار پترا کھینچنے کی مشین، (سونے کا تار اور تار پترے کو چوڑا کرنے کی مشین) سان (اوزار تیز کرنے کا پتھر)

(سنڈے ایکسپریس یکم جولائی 2007ء)

سنگترہ

پھلوں میں ایک خوش ذائقہ پھل سنگترہ ہے جو نہ صرف صحت کے لئے بہت کار آمد و مفید ہے، بلکہ معدے کی تیزابیت کو دور کرنے میں بھی انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انسانی جسم چونکہ حیاتین ''سی'' تیار نہیں کرسکتا، چنانچہ اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ انسانی جسم کے لئے سٹرس فروٹ بھی استعمال کئے جائیں تا کہ حیاتین ''سی'' بآسانی حاصل ہو سکے۔ سنگترہ سٹرس فروٹ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس خاندان میں مالٹا، کینو اور گریپ فروٹ جیسے رس دار پھل ہیں جن میں سٹرک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ ان تمام پھلوں کی بنیادی خاصیت یہ ہے کہ ان میں حیاتین ''سی'' خاصی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اس حیاتین کو ''اسکاربکس ایسڈ'' بھی کہتے ہیں۔

اسے چھیل کر کھائیں یا جوس پئیں، یہ دونوں طرح سے نہ صرف تھکان دور کرتا ہے، بلکہ توانائی بھی بحال کرتا ہے۔ جب جسم میں کسی بھی وجہ سے پانی کی کمی ہو جاتی ہے تو اس کا ذائقے دار جوس پورے جسم میں نئی روح پھونک دیتا ہے۔

جسم میں حیاتین کی کمی سے چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے، مسوڑھے خراب ہو جاتے ہیں، دانتوں سے خون آنے لگتا ہے، جوڑوں میں درد پیدا ہوتا ہے، قوت برداشت کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مسوڑھے پھولنا، اور دانتوں کے دیگر امراض کے لئے وٹامن سی سے بھرپور سنگترے کا استعمال نہایت مفید ہے۔

سنگترہ صحت کے ساتھ ساتھ حسن کا بھی ضامن ہے، چونکہ اس میں کثیر تعداد میں وٹامن سی پایا جاتا ہے، جو انسانی جلد اور چہرے پر کیلشیئم کی کمی کے سبب سفید دھبے نمودار ہو جاتے ہیں اس کے لئے سنگترہ نہایت موثر ثابت ہوتا ہے۔

(www.dailypakistan.com)

HACCP کیا ہے؟

آپ نے شاید کبھی سنا ہوگا یا کسی بیگ یا ریپر (Wrapper) پر اس کمپنی کے نام کے ساتھ Haccp Certified لکھا ہوا دیکھا ہوگا۔

یہ Haccp کیا چیز ہے؟

Haccp دراصل ایک مخفف ہے جس سے بنتا ہے:۔

H=Hazard

A= Analysis

&

C= Critical

C= Control

P= Points

جیسا کہ مندرجہ بالا الفاظ سے واضح ہے کہ خطرات کا تجزیہ کر کے حساس کنٹرول پوائنٹس کا تعین کرنا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے خطرات ہیں جن کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور پھر حساس کنٹرول پوائنٹس کا تعین کیا جاتا ہے۔

دراصل Haccp سسٹم کا اطلاق ان کمپنیوں پر ہوتا ہے جو کھانے پینے کی اشیاء تیار کرتی ہیں یا وہ کمپنیاں جو کھانے پینے کی اشیاء کے لئے پیکجنگ (Packaging) میٹریل تیار کرتی ہیں۔

Haccp سسٹم میں کمپنیاں اپنے پراسس کا تجزیہ کرتی ہیں کہ جہاں جہاں کسی قسم کی آلودگی کے امکان یا خطرات ہیں وہاں ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تا کہ جراثیم سے پاک اشیاء کی تیاری کو ممکن بنایا جا سکے تا کہ گاہک کو صاف اور بے ضرر جراثیم سے پاک مصنوعات ملیں جس کو استعمال کر کے وہ اُن بیماریوں سے محفوظ رہ سکے جو کھانے پینے کی چیزوں میں آلودگی کے باعث پھیلتی ہیں مثلاً پیچش، ڈائریا اور معدے اور انتڑیوں کی دوسری بیماریاں وغیرہ۔

جو کمپنیاں اسی سسٹم کے مطابق اپنی مصنوعات تیار کرتی ہیں وہ کمپنیاں Haccp Certified کے الفاظ استعمال کرسکتی ہیں۔

وقت کی ضرورت کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی اب کمپنیاں Haccp سرٹیفیکیشن کروا رہی ہیں کیونکہ بیرون ملک اپنی مصنوعات کی برآمد کے لئے بھی اس سسٹم کی سرٹیفیکیشن ضروری ہے۔

☆..........☆..........☆

ربوہ میں طلوع وغروب 19۔جنوری

طلوع فجر	5:42
طلوع آفتاب	7:06
زوال آفتاب	12:19
غروب آفتاب	5:33

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

19 جنوری 2015ء

6:20 am	گلشن وقف نو
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جنوری 2015ء
9:50 am	لقاء مع العرب
11:45 am	حضور انور کا اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوایس اے 22 جون 2008ء
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 3۔اپریل 2009ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:25 pm	حضور انور کا جلسہ سالانہ یوایس اے سے اختتامی خطاب 22 جون 2008ء

سیل۔ سیل۔ سیل
لہنگا ساڑھی برائڈل سوٹ انتہائی کم ریٹ پر دستیاب ہیں۔
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
0476-213155

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

ضرورت اساتذہ
سٹی پبلک سکول میں چند اساتذہ کی آسامیاں موجود ہیں۔
سٹی پبلک سکول میں پڑھانے کے خواہشمند خواتین و مرد اساتذہ اپنی درخواستیں لے کر دفتر سے رابطہ کریں۔
تعلیمی قابلیت کم از کم بی اے۔ بی ایس سی ہو۔
سٹی پبلک سکول ربوہ
047-6214399,6211499

FR-10

ایک نام مغل بینکوئیٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317